مولانا محمد عبید اللہ عفیف

فتاویٰ

سوال: میں نے اپنی زوجہ مسمات پروین اختر دختر فضل کریم ساکن کورنگی نمبر ۵، کراچی کو ۲ رجون ۱۹۷۸ء کو طلاق دی تھی، اب میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ اپنی مذکورہ بیوی سے رجوع کر لوں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(سائل ریاض احمد ولد عبد الحکیم مکان نمبر ۱۶ ابریٹی روڈ ۲۹ گڑھی شاہو، لاہور)

الجواب: بعون الوہاب، اقول وباللہ التوفیق! بشرط صحت سوال مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہیں اور رجعی طلاق کی عدت (تین حیض) کے اندر طلاق دہندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مطلقہ بیوی کو دوبارہ آباد کر لے اور اگر عدت ختم ہو گئی تو پھر وہ نیا نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اب دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

"یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن" (الطلاق ۲۸ پ)

ان قرآنی الفاظ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ طلاق دہندہ باقاعدہ ہر طہر میں بلا جماع (زن شوئی) ایک ایک طلاق دے اور ایک مجلس میں ایک لفظ سے یا تین لفظوں کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں دینا منع اور حرام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان" (البقرۃ، آیت ۲۲۹)

کہ یکے بعد دیگرے الگ الگ طہر (جب عورت کو خون نہ آتا ہو) میں ایک ایک کر کے طلاق دینی چاہیئے پھر ان تین طلاقوں میں یا تو دستور کے مطابق بیوی سے رجوع کر کے اسے آباد کر لے یا پھر بھلے طریق سے آزاد کر دے۔

"عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ" (صحیح مسلم شریف ص ۴۷۷ ج ۱، کتاب الطلاق)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر ابوبکرؓ کے عہد سمیت حضرت عمر فاروقؓ کے اقتدار کے ابتدائی دو سالوں تک مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق شمار ہوتی تھی۔

"عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعبد یزید طلّقہا ففعل قال راجع امرأتک ام رکانۃ واخوتہ فقال انی طلقتہا ثلاثا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قد علمت راجعہا وتلی یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن" (ابوداؤد ص ۲۹۹، ج ۲، باب بقیۃ نسخ المراجعۃ)

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورکانہ صحابی کو اپنی مطلقہ بیوی ام رکانہ سے رجوع کرنے کا

حکم دیا تو اس نے کہا کہ حضرتؐ میں تو اسے تین طلاقیں دے چکا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے علم ہے تم رجوع کر لو۔ ازاں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

"عن محمود بن لبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتی قام رجل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اقتلہ" (نسائی شریف ص، ج۲) ورواتہ موثقون بلوغ المرام ص۹۷) وقال ابن کثیر اسنادہ جید"

کہ جناب محمود بن لبید کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے آدمی کی اطلاع دی گئی کہ جس نے اکٹھی تین طلاقیں دے دی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر فرمایا کہ کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ سے کھیلنا شروع کر دیا گیا ہے۔ تب ایک آدمی نے اسے قتل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت بھی مانگی۔

اقوال صحابہ کرام:

"قال الحافظ ابن حجر وھو منقول عن علی وابن مسعود وعبد الرحمن ابن عوف والزبیر" (عون المعبود و شرح ابی داؤد ص۲۲۸، ج۲)

کہ حضرت علی، عبد الرحمن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

فقہاء امت کا فیصلہ:

علامہ غنوی نے مشائخ قرطبیہ، امام عطاء، امام طاؤس اور امام عمرو بن دینار کا یہی مذہب لکھا ہے۔

مالکی فقہاء کا فتویٰ: علامہ عبد الحی حنفی لکھنوی لکھتے ہیں:

"القول الثانی اذا طلق ثلاثا تقع واحدۃ رجعیۃ وھذا ھو المنقول عن بعض الصحابۃ وبہ قال داؤد الظاھری واتباعہ وھو احد القولین لمالک ولبعض اصحاب احمد (حاشیہ شرح وقایہ ص۷۱، ج۲)

کہ دوسرا قول یہ ہے کہ مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی (قابل مراجعت) طلاق واقع ہوگی، بعض صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے، داؤد ظاہر اور ان کے پیروؤں کا یہی فتویٰ ہے۔

نوٹ: راقم کے نزدیک ایک ہزار صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ہے۔ تفصیل فتاویٰ ثنائیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فقہاء احناف:

"قال ابن تیمیۃ وھو قول محمد بن المقاتل الرازی من ائمۃ الحنفیۃ"

یعنی محمد بن مقاتل رازی حنفی کا یہی مذہب ہے کہ مجلس واحد کی تین طلاقیں، ایک رجعی طلاق واقع ہوگی (فتاویٰ ثنائیہ ص۵۵، ج۲) اور متاخرین حنفیہ میں سے مفتی کفایت اللہ دہلوی، سید حفیظ الدین احمد حنفی اور حافظ علی بہادر خاں بی اے، ایڈیٹر

"ہلال نو، لکھنؤ نے بھی مجلس واحد کی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق قرار دی ہے۔ (فتاویٰ ص۲۹، ج ۲)

بہر حال ہماری اس تفصیل سے از روئے قرآن و حدیث یہ واضح ہوگیا ہے کہ مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ جس میں خاوند کو (ریاض احمد) اپنی مطلقہ بیوی (مسمات پروین اختر) سے رجوع کا حق حاصل تھا مگر چونکہ طلاق ۶ رجون ۱۹۷۴ء کو دی گئی ہے یعنی طلاق کو آٹھ ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے یعنی عدت رجوع کی بیت چکی ہے اس لئے اسے سابقہ نکاح کے تحت رجوع کا حق حاصل نہیں ہے البتہ جدید نکاح کرنے کا مجاز ہے کیونکہ قرآن مجید میں رجعی طلاق کی عدت گذر جانے کے بعد جدید نکاح کی بلا حلالہ کے اجازت موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن" (البقرۃ پ۲، رکوع۱۴)

کہ جب طلاق دو تم عورتوں کو، پھر وہ پورا کر چکیں اپنی عدت کو تو اب نہ روکو اس سے کہ وہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے جبکہ راضی ہو جاویں آپس میں موافق دستور کے۔"

بخاری شریف کتاب التفسیر ص۶۴۹ ج ۲ اور تفسیر ابن کثیر ص۲۸۲، ج ۲ میں ہے کہ حضرت معقلؓ بن یسار نے اپنی ہمشیرہ (جمیلہ یا فاطمہ) کا نکاح ابوالبداح سے کر دیا تھا۔ پھر اس نے طلاق دے دی۔ جب عدت گذر گئی تو پھر اس نے رجوع کرنا چاہا تو حضرت معقلؓ بن یسار از روئے غیرت اس جوڑے کے بحال ہونے میں روکاوٹ بن گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی اور اس ٹوٹے ہوئے جوڑے کو دوبارہ نکاح کرنے کی اجازت دیدی۔ بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں:

"عن الحسن ان اخت معقل بن يسار طلقها زوجها فتركها حتى انقضت عدتها فخطبها فابى معقل فنزلت فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن" (بخاری کتاب التفسیر ص۶۹۶، ج ۲)

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے ذیل میں ہے:

"المخاطب الاولياء لما روى انها نزلت في معقل بن يسار حين عضل اخته ان ترجع الى زوجها الاول بالاستيناف" (بیضاوی سورۃ بقرۃ ص۱۵۲)

کہ جب حضرت معقلؓ نے اپنی مطلقہ ہمشیرہ کو بعد از عدت دوبارہ نکاح کرنے سے روکا تو یہ آیت (مذکورہ بالا) نازل ہوئی۔ بہر حال حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ، ابراہیم نخعی، امام زہری، امام ضحاک کا یہی مذہب ہے کہ رجعی طلاق کی عدت گذرنے کے بعد نیا نکاح ہو سکتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۱، ۲۸۲، ج ۱)

فیصلہ:

چونکہ مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق کے وقوع کے مترادف ہیں اور رجعی طلاق کی عدت (تین حیض) کے اندر بلا تجدید نکاح خاوند رجوع کرنے کا مجاز ہے۔ مگر حسب تصریح چونکہ طلاق ۶ رجون ۱۹۷۴ء سے واقع ہو چکی اور سابقہ نکاح کے تحت اب عدت گذر جانے کی وجہ سے رجوع نہیں ہو سکتا،

(بقیہ بر ص۳۶)